بسم اللہ الرحمن الرحیم

# شیعوں کی بڑھتی ہوئی بے باکیاں اور گستاخیاں

پیشکش: صدائے قلب

19 اکتوبر 2022ء

جب سے اہل سنت میں نیم رافضی ٹولہ آیا اور دین فروش مولویوں اور جاہل گدی نشینوں نے رافضیت زدہ عقائد کا پرچار کرنا شروع کیا ہے، کبھی حضرت علی المرتضیٰ کی تمام صحابہ سے افضلیت کی بات ہو رہی ہے اور کبھی اہل بیت کے معصوم ہونے کی اور کبھی ایمان ابو طالب کے منکر کو کافر و گمراہ ثابت کرنے کی کوشش ہو رہی ہے، تب سے شیعہ قوم میں بے باکی بڑھتی جا رہی ہے اور اب وہ سر عام گستاخیاں کر رہے ہیں۔ **بالخصوص اب وہ باغ فدک کے مسئلہ کو لے کر بینروں، پوسٹروں، گاڑیوں اور رکشوں پر صحابہ کرام (اور خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے بعد امت کے سب سے بڑے محسن حضرات ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دشمنانِ اہل بیت ثابت کر کے اور ان کو باغ فدک کا غاصب ثابت کرتے ہوئے** درج ذیل گندے جملے عام کر رہے ہیں:

**☆عطیہ محرومہ باغِ فَدک**

**☆باغِ فَدک کے چوروں پر لعنت**

**☆خاتون جنت جس قاضی سے اپنا حق لینے گئی تھیں وہ خود ہی ظالم و غاصب تھا**

اسی طرح کے اور جملے آپ روڈوں پر دیکھیں گے اور عام عوام کو بالکل معلوم نہیں ہوتا کہ یہ شیعوں کی کس قدر بڑی خباثت و بے باکی ہے کہ اب وہ سر عام بازاروں میں گستاخیاں کر کے اپنے عقیدے کے مطابق ثواب کما رہے ہیں کہ ان خبیثوں کے نزدیک صحابہ کو گالیاں دینا ثواب عظیم ہے۔

**موجودہ دور میں کئی سرکاری افسران اور سیاسی لیڈر جو شیعہ ہیں وہ ان گستاخیوں پر شیعوں کو سپورٹ کر رہے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی شیعوں کو اقتدار ملا یا حکومت میں ان کا اثر و رسوخ ہوا یہ بدبخت سر عام گستاخیاں کرتے آئے ہیں۔ چند حوالے پیش خدمت ہیں:**

تاریخ الطبری میں محمد بن جریر طبری (المتوفی 310ھ) اور الكامل في التاريخ میں ابو الحسن علی بن ابی الکرم الشيباني الجزري، عز الدین ابن الاثیر (المتوفی 630ھ) لکھتے ہیں "أن حجرا يجتمع إليه شيعة علي ويظهرون لعن معاوية والبراءة منه" ترجمہ: حجر کی طرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گروہ جمع ہوتا اور وہ حضرت امیر معاویہ پر لعنت ظاہر کرتے اور ان سے براءت کرتے۔ (الكامل في التاريخ، جلد 3، صفحہ 70، دار الكتاب العربي، بيروت)

تاریخ الطبری میں محمد بن جریر طبری (المتوفی 310ھ) لکھتے ہیں "وفی هذه السنه عزم المعتضد بالله على لعن معاويه بن ابی سفيان على المنابر، وامر بإنشاء كتاب بذلك يقرا على الناس" ترجمہ: اسی سال (284 ہجری) معتضد باللہ (عباسی خلیفہ) نے عزم کیا کہ منبروں پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو لعنت کی جائے اور اس حوالے سے ایک حکم نامہ جاری کرنے کا کہا جو لوگوں پر پڑھا جائے۔

(تاريخ الطبري، سنہ اربع وثمانين ومائتين، جلد 10، صفحہ 54، دار التراث، بيروت)

المنتظم في تاريخ الأمم والملوك میں جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی 597ھ) لکھتے ہیں "وفي جمادى الآخرة وقع الإرجاف بأن الأمير علي بْن يلبق، والحسن بْن هارون كاتبه قد عملا على لعن معاوية بْن أبي سفيان على المنابر" ترجمہ: جمادی الآخر میں یہ فتنہ واقع ہوا کہ امیر علی بن یلبق اور اس کے کاتب حسن بن ہارون نے یہ عمل کیا کہ منبروں پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان پر لعن طعن کیا۔

(المنتظم في تاريخ الأمم والملوك، ثم دخلت سنة إحدى وعشرين وثلاثمائة، جلد 13، صفحہ 316، دار الكتب العلمية، بيروت)

مزید ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''وفی شهر ربیع الآخر: کتب العامة على مساجد بغداد: لُعن معاوية بن أبي سفيان، ولعن من غصب فاطمة فدكا ومن أخرج العباس من الشورى، ومن نفى أبا ذر الغفاريّ، ومن منع من دفن الحسن عند جده، ولم يمنع معز الدولة من ذلك

''ترجمہ: ربیع الآخر کے مہینے میں بغداد کی مساجد پر لکھا گیا کہ معاویہ بن ابی سفیان پر لعنت کی جائے اور جس نے فاطمہ سے فدک کو غصب کیا اس پر، جس نے عباس کو شوریٰ سے نکالا اس پر اور جس نے ابو ذر غفاری کی نفی کی اس پر اور جس نے حسن کو اپنے جد کے قریب دفن کرنے سے منع کیا اس پر لعنت کی جائے۔ اور اس عمل کو معز الدولہ نے منع نہیں کیا۔ (المنتظم في تاريخ الأمم والملوك، جلد14، صفحہ140، دار الكتب العلمية، بيروت)

اسی فتنہ کے بارے میں قلادة النحر في وفيات أعيان الدهر میں ابو محمد الطیب بن عبد اللہ الحضرمی الشافعی (المتوفی 947ھ) لکھا ہے ''وكتبوا على أبواب المساجد لعن معاوية'' ترجمہ: مساجد کے دروازوں پر لکھا گیا کہ معاویہ پر لعنت ہو۔

(قلادة النحر في وفيات أعيان الدهر، السنة الحادية والخمسون، جلد3، صفحہ182، دار المنهاج، جدة)

**جب شیعوں کے عقیدے میں صحابہ کرام کو گالیاں دینا ثواب ہے بلکہ حال ہی میں مرے مردود لڈن جعفری شیعہ نے اپنے ویڈیو بیان میں واضح کہا تھا کہ تبرا کرنا (صحابہ کو گالیاں دینا) ہم شیعوں پر واجب ہے۔ اس لڈن جعفری کے جنازے پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر معاذ اللہ سر عام لعنت کی گئی تھی۔**

باقی جہاں تک شیعہ لوگ جو باغ فَدک کے نام پر گستاخیاں کرتے اور دیگر عام مسلمانوں کو یہ باور کرواتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ باغ جس کا نام فَدک تھا وہ نہیں دیا تھا جبکہ وہ باغ حضور علیہ السلام کا تھا اور بطور وراثت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملنا تھا۔ اس شیعہ بہتان کا جواب یہ ہے کہ باغ فَدک وراثت بنتا ہی نہ تھا، اگر یہ وراثت ہوتا تو پہلی بات یہ ہے کہ خود حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیٹیوں کو بھی اس میں سے حصہ ملتا کیونکہ وہ حضور علیہ السلام کی بیویاں تھیں مگر انہوں نے اپنی بیٹیوں کو بھی باغ فدک میں سے کچھ نہ دیا اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہ وراثت ہوتا تو بعد میں جب باغ فدک پر حضرت مولا علی اور شہزادگان حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تصرف رہا تو انہیں چاہئے کہ تھا کہ وہ باغ فدک سیدہ خاتون جنت کے ورثا میں تقسیم فرما لیتے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔ پتہ چلا کہ یہ ڈرامہ جو رافضیوں نے رچایا ہوا کہ صرف ان حضرات قدسیہ کی عداوت اور یہود ونصاری کا پروپیگنڈہ پورا کرنے کے لئے ہے، حقیقت میں نہ باغ فدک غصب ہوا اور نہ وہ وراثت تھا۔

دراصل باغ فدک مال ''فے'' سے تھا اسی لئے محدثین کرام فدک کی حدیث کو ''باب الفيئ'' میں لائے ہیں اور فے کسی کی ملکیت نہیں ہوتا اس کے مصارف کو خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود بیان فرمایا ہے ﴿مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ أَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے وہ اللہ اور رسول کی ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے۔ (سورۃ الحشر، سورۃ59، آیت7)

اس باغ کی آمدنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل وعیال، ازواجِ مطہرات وغیرہ پر صَرف فرماتے تھے۔اس کے علاوہ تمام بنی ہاشم کو بھی اس کی آمدنی سے کچھ مرحمت فرماتے تھے، مہمان اور بادشاہوں کے سفراء کی مہمان نوازی بھی اس آمدنی سے ہوتی تھی، اس سے غریبوں اور یتیموں کی امداد بھی فرماتے تھے، جہاد کا سامان تلوار، اونٹ اور گھوڑے وغیرہ اس سے خریدے جاتے تھے اور اصحاب صفہ کی حاجتیں بھی اس سے پوری فرماتے تھے۔

پھر جب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بھی فدک کی آمدنی کو انہیں تمام مدوں میں خرچ کیا جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرچ فرمایا کرتے تھے۔ فدک کی آمدنی خلفائے اربعہ کے زمانہ تک اسی طرح صرف ہوتی رہی۔ یعنی حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت مولیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب نے فدک کی آمدنی کو انہیں مدوں میں خرچ کیا جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرچ کیا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد باغ فدک امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبضہ میں رہا پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اختیار میں رہا۔

اور اگر باغ فدک کو حضور علیہ السلام کی ذاتی ملکیت مان بھی لیا جائے تو واضح احادیث ہیں کہ نبی علیہ السلام کا مال وراثت نہیں بنتا اور یہی حدیث پاک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سنائی تو انہوں نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے دوبارہ باغ فدک کا تقاضہ نہیں کیا۔ خود شیعوں کی کتب میں یہ روایت موجود ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام میراث نہیں چھوڑتے ہیں، ان کا مال وراثت نہیں بنتا۔ چنانچہ شیعوں کی معتبر ترین کتاب اصول کافی میں ہے ”عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی للہ تعالی علیہ وسلم ان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثودینارا ولا درھما ولکن اورثوا العلم فمن اخذہ منہ اخذ بحظ وافر“ ترجمہ: ابوعبداللہ حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ انبیاء علیہم السلام دینار اور دراہم کا وارث نہیں بناتے بلکہ علم کا وارث بناتے ہیں۔ تو جس شخص نے علم دین حاصل کر لیا اس نے بہت کچھ حاصل کر لیا۔

(الشافی ترجمہ اصول کافی، جلد1، صفحہ71، ظفر شمیم پبلی کیشنز ٹرسٹ، کراچی)

بلکہ شیعوں ہی کی کتب سے ثابت ہے کہ اہل بیت کے ائمہ کرام نے بھی باغ فدک والے مسئلہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق پر ہونا ثابت ہے چنانچہ شرح نہج البلاغہ میں ابن ابی حدید رافضی لکھتا ہے ”عن کثیر النوال قال: قلت لابی جعفر محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جعلنی اللہ فداك! ارایت ابابکر و عمر ھل ظلماکم من حقکم شیئا او قال ذھبا من حقکم بشیء؟ فقال لا، والذی انزل القرآن علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا ماظلمنا من حقنا مثقال حبۃ من خردل، قلت جعلت فداك افاتو لاھما ؟ قال: نعم ویحك! تولھما فی الدنیا والآخرۃ وما اصابك ففی عنقی“ ترجمہ: کثیر النوال سے مروی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا: اللہ عزوجل مجھے آپ پر قربان کرے۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آپ کا حق روک کر آپ پر ظلم کیا ہے؟ یا ان الفاظ میں کہا کہ آپ کا کچھ حق تلف کیا ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہر گز نہیں، اس ذات کی قسم جس نے اپنے اس بندے پر قرآن نازل کیا جو سارے جہانوں

کے لیے نذیر (ڈرانے والے) ہیں، ہم پر ایک رائی کے دانے برابر بھی ظلم نہیں کیا گیا۔ میں نے کہا: قربان جاؤں کیا میں بھی ان دونوں (حضرت ابو بکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے محبت رکھوں؟ حضرت ابو جعفر فرمانے لگے: ہاں تیرا ستیاناس! تو ان دونوں سے محبت رکھ، پھر اگر کوئی تکلیف تجھے پہنچے تو وہ میرے ذمے ہے۔ (شرح نہج البلاغۃ، الفصل الاول، فیما ورد من الاخبار والسیر المنقولۃ۔۔، جلد 17، صفحہ 326، دار الکتاب الغربی، بغداد)

لہٰذا شیعوں کا باغ فدک کو لے کر صحابہ کرام کو گالیاں نکالنا اور اس مسئلہ پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مظلوم ثابت کرنا سراسر بے شرمی اور بے غیرتی ہے۔ ہم اہل سنت شیعوں کے اس لعنتی عمل پر یہی کہتے ہیں کہ اے شیعو! تمہارے شر پر اللہ عزوجل کی لعنت ہو، ہمیں گستاخِ صحابہ پر یہی کہنے کا حکم حضور علیہ السلام نے دیا ہے چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث پاک حضرت ابن عمر سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "إذا رأيتم الذين يسبون أصحابي فقولوا لعنة الله على شركم" ترجمہ: کہ جب تم ان کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں تو کہو کہ تمہاری شر پر اللہ کی پھٹکار۔

(جامع ترمذی، کتاب المناقب، جلد 5، صفحہ 697، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

**اللہ کریم ہمارے سنی افسران اور سیاسی لیڈروں کو غیرت عطا فرمائے کہ وہ اس مسئلہ میں شیعوں کی زبان بند کریں اور اس طرح کے جملے سرعام لکھنے پر ان کو سخت قانونی سزا دلوائیں۔ عام مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ وہ شیعوں کی ان حرکات پر احتجاج کریں کہ آج ہم ان صحابہ کرام کا دفاع کریں گے تو اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں ہمیں اس کا اجر عطا فرمائے گا۔** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " مَا مِنَ امْرِئٍ يَخْذُلُ امْرَأً مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ تُنْتَهَكُ فِيهِ حُرْمَتُهُ وَيُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ، إِلَّا خَذَلَهُ اللَّهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نُصْرَتَهُ، وَمَا مِنَ امْرِئٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ وَيُنْتَهَكُ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ، إِلَّا نَصَرَهُ اللَّهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ نُصْرَتَهُ " ترجمہ: جو کسی مسلمان کو ایسی جگہ رسوا کرے جہاں اس کی بے عزتی کی جارہی ہے اور اس کی آبروریزی کی جارہی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی جگہ میں ذلیل کرے گا جہاں وہ اپنی مدد چاہتا ہو گا اور جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی عزت گھٹائی جارہی ہو اور جس میں اس کی آبروریزی کی جارہی ہو تو اللہ عزوجل اس کی ایسی جگہ مدد کرے گا جس میں اس کی مدد اسے محبوب ہو۔

(سنن أبی داود، کتاب الادب، باب من رد عن مسلم غیبۃ، جلد 4، صفحہ 271، المکتبۃ العصریۃ، بیروت)

جب عام مسلمان کی عزت کی حفاظت پر یہ اجر ہے تو صحابہ کرام کی عزتوں کی حفاظت پر ضرور اس سے بڑھ کر اللہ عزوجل کا فضل و کرم ہو گا۔

آخر میں عوام اہل سنت سے بھی گزارش ہے کہ شیعوں کو بھائی بھائی کہنا اور ان کے تعزیوں میں شرکت کرنا اور ان کو لنگر کھلانا اور ان سے دوستیاں و نکاح کرنا یہ سب ناجائز حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح طور پر ان گستاخ صحابہ کے متعلق فرمایا "لا تسبوا أصحابي فإنه يجيء في آخر الزمان قوم يسبون أصحابي فان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم ولا تناكحوهم ولا توارثوهم ولا تسلموا عليهم ولا تصلوا عليهم" ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے اصحاب کو گالی نہ دو۔ آخری زمانہ میں ایک قوم آئے گی جو میرے اصحاب کو گالیاں دے گی، اگر ایسے لوگ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر مر جائے تو جنازہ میں شرکت نہ کرو، ان سے نکاح نہ کرو، ان کو وارث نہ بناؤ، ان سے سلام نہ کرو، ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھو۔

(تاریخ بغداد، جلد 8، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ، بیروت)